اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ
(شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے)

انسان صدقہ کیوں نہیں کرنا چاہتا اور اگر صدقہ کرتا بھی ہے تو حقیر مال صدقے میں کیوں دیتا ہے؟ جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہ دوسروں کو دینا پسند کیوں نہیں کرتا؟ انسان اپنے لیے اعلیٰ اور دوسروں کے لیے گھٹیا چیز کیوں پسند کرتا ہے؟ یہ دراصل شیطان کا ہی ایک حملہ ہوتا ہے۔ اسلیے صدقے میں پاکیزہ مال دینے کے حکم کے فوراً بعد یہ آیت ہے۔

⊛ یہاں جملہ اسمیہ ہے۔ اَلشَّیۡطٰنُ یہ مبتدا ہے اسلیے اِس میں زیادہ زور ہے۔ یعنی شیطان ہی ہے جو تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے۔ وہی تمہارے دِلوں میں غریب ہونے کا ڈر ڈالتا ہے۔

انسان کے اندر اللہ نے خیر بھی رکھی ہے۔ خیر کے جذبے کے تحت جب انسان خیر کا کام کرنے لگتا ہے تو فوراً شیطان آکر رکاوٹ ڈالنے لگتا ہے۔ وہ دِل میں مختلف قسم کی باتیں ڈال کر مختلف طریقوں سے روکتا ہے۔ جب بھی نیکی کے کام سے روکنے والے کوئی بھی خیالات دل میں آئے تو فوراً سمجھ لینا چاہیے کہ یہ خیال شیطان نے میرے دِل میں ڈالا ہے۔ اور شیطان صرف غریب ہونے کا ہی ڈر نہیں دِلاتا بلکہ ساتھ ہی بے حیائی کرنے کا حکم بھی دیتا ہے۔
الفحشاء (ف ح ش):- وہ قول و عمل جسکی برائی کھلی ہو اور اُسکا سننا یا کرنا برا لگے یعنی بے حیائی، برا کام، قبیح کام۔
شیطان تمہیں فحاشی (بے حیائی) کا حکم دیتا ہے۔ یہاں بے حیائی کی بات کیوں کی گئی ہے؟! صدقہ کی بات میں یہ تو بات سمجھ آتی ہے کہ شیطان مفلسی (فقر) سے ڈراتا ہے لیکن یہاں بے حیائی کا صدقہ سے کیا تعلق ہے؟ اِسکی الگ تفسیریں بیان کی گئی ہیں:

1> ہم صدقہ اِس خواہش سے دیتے ہیں کہ ہمیں جنت چاہیے اور اللہ ہم سے خوش ہو جائے۔ جب یہ خواہش دل سے نکل جاتی ہے تو آخرت کی خواہش تبدیل ہو کر دنیا کی خواہش دل میں آجاتی ہے۔ اور اکثر بے حیائی کے کام کرنے کی خواہشات دل میں آنے لگتی ہے۔

2> یہ دونوں باتیں مفلسی کا ڈر اور بے حیائی کا حکم شیطان نے ہمارے باپ (آدمؑ) اور ہماری ماں (حواؑ) کو بھی دیا تھا۔ شیطان نے دونوں کو کہا تھا کہ اگر منع کردہ درخت سے اُنھوں نے نہیں کھایا تو انہیں جنت سے نکال دیا جائیگا۔ اور جب اُن دونوں نے شیطان کی باتوں میں آکر اُس منع کردہ حرام چیز کو چکھ لیا تو اُن دونوں کے کپڑے اُتر گئے۔ یعنی بے حیائی ہوئی۔
شیطان نے سب سے پہلے انسان کے ساتھ یہی کیا تھا اور بعد والوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کریگا۔ اِسلیے اُسکے چال میں نہ پھنسنا۔

3> عام طور پر صدقہ اور دوسرے نیکیوں کے کام نہ کرنے پر مال اکٹھا ہونا شروع ہوتا ہے۔ پھر اب اُس مال کو کہیں تو خرچ کرنے کا خیال آہی جاتا ہے۔ عام طور پر جب بہت زیادہ کسی کے پاس مال جمع ہو جاتا ہے تو شیطان اُسے بے حیائی کے کاموں میں خرچ کرنے لگا دیتا ہے۔
فحشاء (بے حیائی) میں کئی چیزیں آتی ہیں:
زنا، عملِ قومِ لوط (Homosexuality)، سنیما (Theater) میں جاکر فلمیں (movies) دیکھنا، گانے اور فلموں کے ایپ (App) خریدنا، ایسے کپڑے خریدنا جو پہن کر بھی ننگے نظر آئے، شراب اور ڈرگ (Drugs) اور جوئے جیسے حرام چیزوں میں مال ضائع کرنا۔

اُس مال سے حلال، جائز اور نیکی کے کام کرنے کے بجائے گناہ کے کاموں میں اُس مال کو خرچ کرنے لگتے ہیں۔ شیطان برائی کے کاموں کو خوبصورت بناکر پیش کرتا ہے۔
جب انسان کی خواہشات صرف اِس دنیا کے لیے ہو اور آخرت میں ملنے والی نعمتوں کی خواہش نہ ہو تو وہ صرف دنیا میں خرچ کرنے کا عادی ہو جاتا ہے پھر وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام۔
بعض اوقات انسانوں میں سے ہی کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نیکیوں کے کاموں سے روکتے ہیں۔ ایسے مشورے یا نصیحت کرنے لگتے ہیں کہ وہ ہمارے بہت ہی خیر خواہ ہیں۔ یہ بھی شیطانوں کی طرح ہی روک رہے ہوتے ہیں۔
نیکی سے روکنا یہ شیطان کی چال ہے۔ وہ کبھی خود کسی کے دل میں ایسی باتیں ڈال کر روکتا ہے یا کسی دوسرے انسان کے ذریعے روکتا ہے۔

وَاللّٰہُ یَعِدُکُمۡ مَّغۡفِرَۃً مِّنۡہُ وَفَضۡلًا
(اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے)

جو شخص اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ گناہوں کا بھی کفارہ بنتا ہے۔ اِسی لیے کئی گناہوں کے کفارے میں مسکینوں کو کھانا کھلانے کہا گیا ہے۔ یعنی صدقہ خیرات گناہوں کو دور کرنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ اللیل: 18 ← اَلَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی (جو پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے) ۔ وہ اپنے نفس، مال اور دین و دنیا کی نعمتوں کی پاکیزگی کے لیے مال خرچ کرتا ہے۔
وَفَضۡلًا اور وہ تمہیں زیادہ دے گا۔ خرچ کرنے سے تمہارا مال کم نہیں ہوگا۔ بلکہ مال اور بڑھ جائیگا۔
مال کیسے بڑھتا ہے؟
1> مال میں برکت ہوتی ہے۔
2> جیسے پچھلی آیت (261) میں بتایا گیا کہ ایک دانہ سات سو یا اُس سے زیادہ بڑھے گا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ انسان کو ایسے رستے سے دیتا ہے جسکا انسان گمان تک نہیں کرتا۔
اگر کوئی خالص نیت سے اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس دنیا میں بھی کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے اللہ کی مدد آتی ہے جسکے بارے میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔
اِطلاق: 3-2 ← مَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۔ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ
(جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اُسکے لیے (مشکل سے نجات کا) راستہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اُسے گمان بھی نہ ہو) ۔ یعنی اُسکی سوچ بھی نہیں جائیگی کہ یہاں سے بھی مجھے کچھ مل سکتا ہے۔
3> اللہ تعالیٰ اُن صدقات کی وجہ سے اُس پر آنے والی آفات سے اُسے بچاتا ہے۔ اگر کوئی آفت یا کوئی بَلاء اُس پر آتی تو اُسے اُس پر بڑی رقم خرچ کرنی پڑتی۔ جب وہ آفت آتی ہی نہیں تو اُس کا وہ مال بچ جاتا۔ اِس میں بظاہر مال بڑھتا ہوا نظر نہیں آتا لیکن جو مال ضائع ہونے والا تھا وہ ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔
تو مال میں برکت، غیب کے خزانوں سے مدد اور آفت سے بچاؤ یہ اللہ کا فضل ہے۔ فضل میں یہ بھی آتا ہے کہ قوت، حسن، رتبہ، عزت، حکومت، عقل، علم، حلم وغیرہ میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔

اِس آیت میں دو چیزوں کا موازنہ (comparison) کیا گیا:

1> اللہ کے راستے میں خرچ کرنا:-
i> بلند مقاصد پر انسان خرچ کرتا ہے۔ دین کے خاطر امت وسط کے فرد ہونے کی حیثیت سے صرف اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتا بلکہ دوسروں پر بھی خرچ کرتا ہے۔
ii> مغفرت اور اللہ کا فضل حاصل کرنے خرچ کرتا ہے۔

2> شیطان کے راستے میں خرچ کرنا:-
i> اپنی نمائش کرنے کے لیے صرف اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے۔
ii> بے حیائی اور برائی کے کاموں میں خرچ کرتا ہے۔

اللہ کا وعدہ	شیطان کا وعدہ	
مغفرت	مفلسی	ضروریات (Needs)
فضل	بے حیائی	خواہشات (Wants)

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ
(اور اللہ وسعت والا، خوب جاننے والا ہے)

آیت 261 میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہی صفت آئی تھی جہاں ایک دانے کے بدلے سات سو یا اُس سے زیادہ عطا کرنے کی بات تھی۔ اب یہاں دوبارہ اللہ تعالیٰ کی وہی صفت آئی ہے۔ اسلیے کسی کو صدقہ دیتے وقت ڈرو نہیں بلکہ یہ بات یاد رکھو کہ اللہ وسعت والا ہے۔ اُس کے لیے ایک صدقہ کا اجر سات سو گنا سے بھی زیادہ بڑھانا کوئی مشکل نہیں۔ اگر تم خالص نیت کے ساتھ اللہ کے راستے میں دو گے تو وہ کئی کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس کریگا کیونکہ وہ وسعت والا ہے۔ ساری کائنات اُسی کی ہے۔ اُسکے خزانے لامحدود ہیں۔

وہ ہر شخص کے عمل کو خوب جانتا ہے کہ کس نے کتنا، کہاں، کیا اور کیسے خرچ کیا۔ اُسے پتہ ہے کہ ہر انسان کی خواہش کیا ہے۔ اُسے پتہ ہے کہ شیطان نے نیکی کے کام سے کسطرح روکنے کی کوشش کی تھی اور اِسکے باوجود کتنے مشکل سے کس نے دیا۔
اللہ کو پتہ ہے کہ کس کو آخرت میں کتنا ملنے والا ہے۔ اللہ اپنے علم میں بھی وسعت والا ہے۔ اُسکا علم بھی وسیع ہے اور وہ دینے میں بھی وسیع ہے۔